© rasailojaraid.com

اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک درجن سے زائد ان منافقین کے نام ظاہر کرنے سے انکار کر دیا جنہوں نے ایک سفر سے واپسی پر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو شہید کرنے کے لیے ویرانے میں گھات لگائی تھی اور ننگی تلواروں کے ساتھ اللہ تعالیٰ کے آخری رسول کو گھیرے میں لے لیا تھا۔ ان کا یہ حملہ ناکام ہوا مگر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سب کو پہچان لیا تھا اور اپنے ساتھی حضرت حذیفہ بن الیمانؓ کو اس شرط پر سب کے نام بتا بھی دیے تھے کہ وہ کسی اور کو ان میں سے کسی کا نام نہیں بتائیں گے۔ اسی وجہ سے بہت سے لوگوں بالخصوص حضرت عمرؓ کے شدید اصرار کے باوجود انہوں نے زندگی بھر ان میں سے کسی کا نام افشا نہیں کیا۔

یہ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی حکمت عملی تھی کہ منافقین کی تمام تر شرارتوں اور سازشوں کے باوجود ان کے خلاف ''جہاد اور سختی'' کے قرآنی حکم کی تعمیل کے لیے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے تدبر اور حکمت کا راستہ اختیار کیا جس کا نتیجہ یہ نکلا کہ مدینہ منورہ میں کوئی معاشرتی خلفشار پیدا نہیں ہوا اور منافقین رفتہ رفتہ بے اثر ہو کر سوسائٹی میں تحلیل ہوتے چلے گئے۔ حتیٰ کہ خلفاء راشدینؓ کے دور میں ایک طبقہ کے طور پر ان کا کوئی وجود نہیں پایا جاتا تھا اور وہ نسیاً منسیا ہو کر رہ گئے تھے۔

منافقین کے ساتھ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے اس حکیمانہ طرز عمل سے ہمیں یہ سبق ملتا ہے کہ جہاد صرف لڑنے کا نام نہیں بلکہ حکمت عملی کے ساتھ دشمن کو ناکام بنا دینا بھی جہاد کہلاتا ہے اور کھلے کافروں کے ساتھ جو طریقے اختیار کیے جاتے ہیں ان کا ''کلمہ گو کافروں'' کے ساتھ اختیار کرنا نہ صرف یہ کہ ضروری نہیں بلکہ یہ بات نقصان دہ اور اسلام کی دعوت وتبلیغ میں رکاوٹ بھی بن جاتی ہے۔ اس لیے آج کے حالات میں ہمیں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے اسوہ حسنہ سے راہ نمائی حاصل کرتے ہوئے ان معاملات پر اپنے طرز عمل کا از سر نو جائزہ لینا چاہیے۔

مولانا عبد المجید لدھیانویؒ اور مولانا مشتاق احمدؒ کا انتقال

استاذ العلماء شیخ الحدیث حضرت مولانا عبد المجید لدھیانوی قدس سرہ العزیز کا سانحۂ ارتحال پورے ملک کے دینی، علمی اور مسلکی حلقوں کے لیے بے پناہ رنج وغم اور صدمہ کا باعث بنا ہے۔ وہ ملتان میں وفاق المدارس العربیہ کے سیمینار سے خطاب کر رہے تھے کہ اجل کا بلاوا آ گیا اور وہ اپنے ہزاروں شاگردوں اور لاکھوں عقیدت مندوں کو سوگوار چھوڑ کر خالق حقیقی سے جا ملے، انا للہ وانا الیہ راجعون۔ وہ حضرت مولانا مفتی عبد الخالقؒ اور حضرت مولانا مفتی محمودؒ کے مایہ ناز شاگردوں میں سے تھے اور انہیں اپنے استاذ محترم کے ساتھ اس مماثلت کا اعزاز بھی مل گیا ہے کہ علماء کرام کے اجتماع میں مدارس دینیہ کے تحفظ اور دینی اقدار کی سربلندی کی صدا لگاتے ہوئے ان کا انتقال ہوا۔

حضرت مولانا عبد المجید لدھیانویؒ کا شمار ملک کے نامور اساتذہ میں ہوتا تھا اور وہ صرف استاذ نہیں بلکہ ''استاذ گر'' تھے کہ ان کے سامنے زانوئے تلمذ تہہ کرنے والے سینکڑوں علماء کرام ملک کے طول وعرض میں بلکہ دنیا کے مختلف ممالک میں دینی علوم کی تدریس وترویج اور اسلام کی دعوت وتبلیغ کی خدمات سرانجام دے رہے ہیں۔ جامعہ باب العلوم

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

کہروڑپکا ان کا مستقل صدقہ جاریہ ہے اور وہ ایک شیخ کامل کے طور پر علماء کرام، طلبہ اور دیگر عقیدت مندوں کی روحانی تربیت میں بھی مصروف رہتے تھے۔ دینی تحریکات میں انہوں نے ہمیشہ سرپرست اور مربی کا کردار ادا کیا۔ تحریک ختم نبوت میں تو وہ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے امیر کی حیثیت سے قائد کا درجہ رکھتے تھے، مگر تحفظ ناموس صحابہؓ اور نفاذ شریعت کی جدوجہد کے کارکن بھی ان کی سرپرستی، دعاؤں اور راہ نمائی سے مسلسل فیض یاب ہوتے رہے۔ حضرت مولانا خواجہ خان محمد رحمہ اللہ تعالیٰ کے وصال کے بعد تحریک ختم نبوت کی قیادت کے لیے ان کا چناؤ ملک بھر کے دینی حلقوں کے اعتماد کا آئینہ دار تھا۔ مسلکی طور پر متصلب دیوبندی تھے اور یہ کہا کرتے تھے کہ میں مسلکی معاملات میں حضرت مولانا محمد سرفراز خان صفدرؒ اور حضرت مولانا قاضی مظہر حسینؒ کو سند سمجھتا ہوں اور انہی کے موقف اور تعبیرات کو اختیار کرتا ہوں۔

حضرت مولانا عبد المجید لدھیانویؒ کی وفات ملک بھر کے اہل دین کے لیے بہت بڑا صدمہ ہے مگر عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت اپنے سربراہ اور امیر سے محروم ہوگئی ہے۔ پرانی وضع اور طرز کے علماء کرام جو اپنے مزاج اور انداز کار میں اپنے اکابر اسلاف کی یاد تازہ رکھے ہوئے تھے، اب کم ہوتے جا رہے ہیں اور ماضی قریب میں حضرت مولانا محمد نافع جھنگویؒ اور حضرت مولانا عبد المجید لدھیانویؒ کی وفات نے اس خلا بلکہ گھاؤ کو مزید گہرا کر دیا ہے۔

حضرت مولانا سلیم اللہ خان، حضرت مولانا ڈاکٹر عبد الرزاق اسکندر، حضرت مولانا قاضی عبد الکریم آف کلاچی، حضرت علامہ ڈاکٹر خالد محمود، حضرت مولانا مفتی محمد رفیع عثمانی، اور ان جیسے چند بزرگ باقی رہ گئے ہیں جن کا وجود غنیمت ہے اور جن کے لیے دل سے دعا نکلتی ہے کہ اللہ تعالیٰ انہیں صحت و عافیت کے ساتھ ملک و قوم کو تادیر اپنے فیوض سے مستفید کرتے رہنے کی توفیق سے نوازیں، آمین یا رب العالمین۔

گزشتہ ماہ کے دوران مولانا مشتاق احمد چنیوٹیؒ بھی ہم سے رخصت ہوگئے اور یہ صدمہ علمی و تحقیقی دنیا میں روز بروز بڑھنے والے خلا کا احساس مزید اجاگر ہونے کا باعث ثابت ہوا۔

مولانا مشتاق احمد چنیوٹیؒ کتابی دنیا کے ماحول میں رہتے تھے، لکھنا پڑھنا اور قادیانیت کے محاذ پر نوجوان علماء وطلبہ کو تیار کرنا ان کا محاذ تھا۔ چند ہفتے قبل عمرہ کے لیے گئے اور مکہ مکرمہ میں احرام کے دوران دل کا دورہ پڑنے سے ان کا انتقال ہوگیا۔ انہوں نے حضرت مولانا منظور احمد چنیوٹیؒ سے رد قادیانیت کا ذوق پایا تھا اور وہ حضرت چنیوٹیؒ کے مایہ ناز شاگردوں میں سے تھے۔ چنیوٹ میں علماء کرام کے لیے سالانہ تربیتی دورہ مولانا چنیوٹیؒ کا زندگی بھر کا معمول رہا ہے جس سے ہزاروں علماء اور طلبہ نے استفادہ کیا ہے۔ انہوں نے اپنی مصروفیت اور علالت کے باعث زندگی میں ہی مولانا مشتاق احمد چنیوٹیؒ کو اس مسند پر بٹھا دیا تھا جبکہ ان کی وفات کے بعد سالانہ تربیتی کورس کے علاوہ تخصص کا ایک سالہ کورس بھی ان کے معمولات میں شامل ہوگیا تھا۔ عمر زیادہ نہیں تھی، غالباً چوالیس سال کی عمر میں انہوں نے وفات پائی ہے۔ علماء کرام اور طلبہ کی تربیت کے ساتھ ساتھ تصنیف و تالیف کا ذوق بھی رکھتے تھے۔ وسیع المطالعہ اور فاضل و

© rasailojaraid.com